OPEN ACCESS
ABHATH
(Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.*

ISSN (Print) : 2519-7932
ISSN (Online) : 2521-067X
July-September-2024
Vol: 9, Issue: 35
Email:abhaath@lgu.edu.pk
OJS:https://ojs.lgu.edu.pk/index.php/abhath/index

نبی کریم ﷺ کا وفد نجران کے ساتھ تعامل کا احادیث کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

RESEARCH STUDY OF THE INTERACTION OF THE HOLY PROPHET (PBUH) WITH THE DELEGATION OF NAJRĀN IN THE LIGHT OF ḤADĪTH

Syed Shah Hassan
Subject Specialist, Elementary & Secondary Education KPK:
hassanarabiclove@gmail.com
Hafiz Muḥammad Sajjad
Associate Prof, Department of Interfaith Studies, Allama Iqbal Open University Islamabad:muḥammad.sajjad@aiou.edu.pk
DOI No: https://doi.org/10.54692/abh.2024.09352227

Abstract

The event of the delegation of Najrān has multi-dimensional aspects, i.e. the aspect of dogma and reasoning, jurisprudence, ethics and morality, preaching and teaching, psychology and sociology, diplomacy and political strategy etc. The event is imbibed with the political and administrative wisdom of the Holy Prophet Muḥammad (Ṣal Allah-u-‘alaihe wa sallam). It contains Ṣaḥīḥ, Ḥasan and Marfoo’ Muttaṣil narrations. Though some of them are Dha’if but they have been invigorated by the sturdy and Ṣaḥīḥ ones. Mainly there are five types of narrations, i.e. (1) the narrations of the invocation of the curse, (2) the request for a reliable representative of Islamic government, (3) the gold-ring prohibition for men, (4) mutual contract between the Holy Prophet Muḥammad (Ṣal Allah-u-‘alaihe wa sallam) and the Christians of Najrān, and (5) the inquiry about the timing of the prayers. The delegation of Najrān visited the Holy Prophet Muḥammad (Ṣal Allah-u-‘alaihe wa sallam) more than once. The largest part of the delegation was well-dressed and consisted of nearly sixty people. They asked questions and the Holy Prophet Muḥammad (Ṣal Allah-u-‘alaihe wa sallam), answered them accordingly under the revelation of Allah.

Keywords: Najrān, Delegation, invocation of curse, trustworthy, learned. Christians

سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس فتح مکہ کے بعد وفود کا تانتا بندھ گیا تھا۔ لیکن اس سے قبل بھی وفود آتے رہے تھے۔ جن میں سے نجران[1] کے عیسائیوں کا ایک وفد بھی شامل تھا۔ یہ وفد دو مرتبہ آیا تھا۔ ایک مرتبہ مکہ اور دوسری مرتبہ مدینہ منورہ میں۔ پھر یہ لوگ ابو بکر اور عمر "رضی اللہ عنہما" کے دور میں بھی آئے تھے۔ یہ وفد نبی کریم ﷺ سے مناظرہ کی نیت سے آیا تھا۔ اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کچھ سوال کئے تھے۔ جن کے جواب دے دئے گئے تھے۔ اس کا تذکرہ سورہ آل عمران میں موجود ہے۔

امانت دار کی تقرری

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی خاتم ﷺ نے اہل نجران سے فرمایا کہ میں تمہارے یہاں ایک امین کو بھیجوں گا جو حقیقی معنوں میں امین ہو گا۔ یہ سن کر تمام صحابہ کرام "رضی اللہ عنہم" کو شوق ہوا لیکن آپ ﷺ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔[2]

حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس روایت میں صحابہ کرام "رضی اللہ عنہم" کا شوق، صفت امانت سے موصوف ہونے کے لئے تھا نہ کہ حصول ولایت کے لئے۔ اور ابو یعلی کی روایت میں مذکور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے امارت کی خواہش ایک مرتبہ کی جب نبی کریم ﷺ نے نجران کے لوگوں کی خواہش پر ان کے لئے امین مقرر کرنے کا ارادہ فرمایا۔[3]

---

[1] نجران نون کے فتحہ اور جیم کے سکون کے ساتھ ہے۔ یمن سے مخالف سمت میں مکہ کی طرف ایک شہر ہے۔ مکہ سے سات منزل پر یمن کی طرف ہے۔ (یاقوت بن عبد اللہ الحموی، معجم البلدان (5/ 308/ رقم 11935).

[2] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الاولی، 1422ھ، عدد الاجزاء: 9، 26/5، بَابُ مَنَاقِبُ اِبِی عُبَیدَة بْنِ الْجَرَّاحِ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ، رقم الحدیث: 3745

Muḥamad bin Ismaʿyl al-Bukhārī, al-jāmiʿa al-Musnid al-ṣaḥīḥ al-mukhtaṣar min umūre Rasūl Allah ṣal Allahu ʿalayhi wasalam wa sunanahi wa ayyāmehi, al-nashir: dār ṭaẘq al-najāt, alṭabata: al-aẘlā, 1422 h, 5 / 26, bāb manāqibu abī ʿubaydah bin al-jaraḥ raḍī Allah ʿanho, raqam al-Ḥadīth: 3745

[3] احمد بن علی ابن حجر العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار المعرفة- بیروت، 1379، 94/7

Aḥmad bin alī ibin Ḥajar alʿasqlānī, fatḥu al-bārī sharaḥ ṣaḥīḥ albukhārī, dār alma'rifah-Berūit, 1379, 7 / 94

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نجران کے عاقب اور السید، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے ملاعنہ کا ارادہ کیا۔ تو ان میں سے ایک نے کہا کہ اللہ کی قسم اس سے ملاعنہ مت کرو۔ اللہ کی قسم اگر یہ نبی ہو تو امید ہے کہ ہم کامیاب نہ ہوں۔ اور نہ ہمارے بعد ہماری (قوم) باقی رہی گی۔ دونوں نے کہا کہ جو آپ مانگتے ہیں ہم دیں گے۔ پس ہمارے ساتھ ایک صحیح معنوں میں امین شخص بھیج دیں۔ تو محمد ﷺ کے اصحاب نے سر اٹھا کر دیکھنا شروع کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو عبیدہ بن الجراح اٹھو۔ جب وہ واپس ہوئے تو فرمایا کہ یہ اس امت کا امین ہے۔[4]

امام طحاوی کہتے ہیں کہ نبی خاتم ﷺ کے قول "حَقَّ أَمِينٍ حَقَّ أَمِينٍ" میں ابو عبیدۃ رضی اللہ عنہ کے لئے امین ہونے کے اعلی مرتبہ ہونے کا ثبوت ہے۔ اگرچہ آپ سے کم درجہ والے موجود تھے۔۔۔[5]

عمر بن خطاب "رضی اللہ عنہ" فرماتے ہیں کہ میں کبھی حکومت کا متمنی نہیں ہوا اور نہ ہی اس کو چاہا ہے۔ لیکن یہ کہ نجران کے کچھ لوگ نبی خاتم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے اپنے عامل کی شکایت کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں لازما آپ کی طرف امین بھیجوں گا۔ عمر رضی اللہ عنہنے کہا کہ میں اس امید پر سر آٹھانے والوں میں سے تھا رکہ شاید مجھے بھیجے گا۔ تو آپ ﷺ نے ابو عبیدۃ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔ اور دونوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔[6]

حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عاقب اور السید جو نجرانی تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ہمارے ساتھ ایک امانت دار بھیج دیں تو لوگوں نے سر اٹھا کر دیکھنا شروع کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو عبیدہ اٹھو۔[7] محمد بن عبدالرحمن کیا الملخلصیات، ابو نعیم، لالکائی اور طحاوی کی روایت میں ہے کہ نبی خاتم ﷺ نے جوابا

---

[4] احمد بن شعیب بن علی النسائی، السنن الکبری، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1421ھ-2001م، 329/7، رقم الحدیث: 8140

Aḥmad bin shoab bin Alī al-Nisai, al-sunan al-kubra, mosasat al-Risālah, Berūit, 1421 h-2001m, 7/329 , Al-Ḥadīth No: 8140

[5] ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی، شرح مشکل الاثار، مؤسسۃ الرسالۃ، 320/6، رقم الحدیث: 2511 Abū ja'far

Aḥmad bin Muḥammad bin salamah al-Ṭaḥāwī, Sharaḥ Mushkil al-âthār, moasasa al-Risala, 6 / 320 , al-Ḥadīth: 2511

[6] الحاکم النیسابوری، المستدرک علی الصحیحین، 297/3، رقم الحدیث: 5156

Al-Ḥākim Neshapuri, al-Mustadrak ala Sahihain, 3/297, al-Ḥadīth: 5156

[7] النسائی، السنن الکبری، 329/7، رقم الحدسث: 8141

al-Nisai , al-Sunan al-Kubra , 7 / 329 , al-Ḥadīth : 8141

فرمایا کہ میں آپ کی طرف صحیح معنوں میں امین بھیجوں گا آپ ﷺ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔[8]

بغوی کی روایت مین تین مرتبہ کا ذکر نہیں ہے۔[9]

ابو عوانہ کی اس روایت میں نبی خاتم ﷺ اور نجرانیوں دونوں سے حق امین کے الفاظ منقول ہیں[10]

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے نجرانیوں کی درخواست پر ان کے پاس اپنے امین کو بھیجنے کا اعلان فرمایا ہے۔ یہ روایت مختلف کتب حدیث میں زیادت اور لفظی اختلاف کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔

بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ نبی خاتم ﷺ نے فرمایا کہ ہر حیثیت سے امانت دار ہو گا۔[11]

بخاری کی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی خاتم ﷺ نے اہل نجران سے فرمایا کہ میں آپ کے پاس ایک امانت دار آدمی جو حقیقی امانت دار ہو گا بھیجوں گا۔ نبی خاتم ﷺ کے صحابہ انتظار کرتے رہے کہ کون اس صفت کا حامل ہو گا۔ تو آپ ﷺ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔[12]

مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں آپ کے پاس ایسا شخص بھیجوں گا جو ایسا امانت دار ہے جس طرح امانت دار ہونے کا حق ہے۔ لوگوں نے اس بات پر اپنی نگاہیں اٹھائیں[13]

---

[8] محمد بن عبد الرحمن البغدادی، المخلصیات و اجزاء اخری لابی طاہر المخلص، قطر، الطبعۃ: الاولی، 1429ھ - 2008 م، 395/1، رقم الحدیث: 672

Muḥammad bin ʿabdul Raḥmān al-Baghdadī, al-Mukhliṣīāt wā aĵzāʾa ukhrā li Abī Ṭāhir almukhliṣ, Qaṭar, al-ṭabʿat-al-aŵlā, 1429 h - 2008 m , 1 / 395, raqm al-Ḥadīth: 672

[9] الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی، شرح السنۃ، المکتب الاسلامی، - دمشق، بیروت، الطبعۃ: الثانیۃ، 1403ھ - 1983م، 131/14، رقم الحدیث: 3929

Al-Ḥusain bin masʿūd bin Muḥammad bin alfarrā al-Baghwī, sharaḥ al-sunnah, al-maktab al-islāmī,- damashq , Berūit , alṭaba al-thānīah , 1403h-1983m, 14 / 131, al-Ḥadīth: 3929

[10] ابو عَوانۃ، المسند الصّحیح المُخرّج علی صحیح مسلم 535/18

Abu Awana, al-Musnad al-Sahih al-Mukhraj ala Sahih Muslim,18/535

[11] البخاری ، صحیح البخاری، بَابُ قِصَّۃِ اھْلِ نَجْرَانَ، 172/5، 4381 رقم الحدیث: 4381

Al-Bukhārīū , ṣaḥīḥ al-Bukhārī, 4381, bāb qiṣatu ah̊li naĵrāna , raqma al-Ḥadīth: 4381

[12] البخاری ،صحیح البخاری، 88/9، رقم الحدیث: 7254

albukhārīū , ṣaḥīḥ al-Bukhārī , 9 / 88, raqma al-Ḥadīth: 7254

[13] مسلم بن الحجاج القشیری، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ ﷺ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، باب فَضَائِلِ ابِی عُبَیدَۃَ بْنِ الْجَرَّاحِ رَضِی اللّٰہُ تَعَالَی عَنْہُ، 1954 1882/4، رقم الحدیث: 2420

ابن ماجہ کی روایت کو البانیؒ نے صحیح قرار دیا ہے۔ جس میں ہے کہ "حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ اس امین شخص کی جانب گردنیں اٹھا کر دیکھنے لگے، آپ ﷺ نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔[14]

ترمذی کی روایت کو بھی البانیؒ نے صحیح کہا ہے۔ جبکہ امام ترمذیؒ نے اس روایت کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔ اور فرمایا کہ یہ روایت عمر اور انس "رضی اللہ عنہما" سے بھی منقول ہے۔ البتہ ان کی روایت صحیح تو ہے لیکن موقوف ہے۔[15]

مسند احمد کی چاروں روایات 23272، 23377، 23397، 23407 علی شرط شیخین صحیح ہیں۔ مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ نبی خاتم ﷺ نے یہ الفاظ دو سے زیادہ مرتبہ ارشاد فرمائے۔

یہ روایت نسائی اور بیہقی کی سنن الکبری، ابو نعیم الاصفہانی کی حلیۃ الاولیاء، شرح مشکل الاثار، صحیح ابن حبان اور مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ میں بھی منقول ہے۔

مردوں کے لئے سونے کی حرمت

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نجران کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے منہ موڑا اور فرمایا کہ بے شک آپ میرے پاس آئے اور آپ کے ہاتھ جہنم کی آگ کا انگارہ تھے۔[16]

ابن حبان کی روایت میں یہ ہے کہ اس آدمی سے رسول اللہ ﷺ نے کچھ نہیں پوچھا، جب وہ شخص اپنی بیوی کے پاس واپس آتا ہے تو اس کو سب بتاتا ہے۔ وہ عورت اس کو سمجھاتی ہے کہ تم نے کچھ کیا ہوگا۔ پس سونے کی

Muslim bin al-ḥajāj al-Qushayrī, al-Musnad al-Ṣaḥīḥ al-mukhtaṣar binaqli alʿadli ʿan alʿadl ila Rasūl Allah ṣal Allahu ʿalayhi wasalam, dār iḥyāʾ al-turāth alʿarabī, Berūit, 1954 bāb faḍāyil abī ʿubayda bin al-Jaraḥi raḍī Allah taʿāla ʿanhu, 4 / 1882, al-Ḥadīth: 2420

[14] محمد بن یزید بن ماجۃ، السنن، دار الرسالۃ العالمیۃ، 2009م، 48/1، رقم الحدیث: 135

Muḥammad bin yazīd bin māja, al-Sunan, Dar al-Rīsālat alʿālamīa, 2009m,1/48,Ḥadīth: 135

[15] محمد بن عیسی الترمزی، السنن، مصطفی البابی، مصر 1975 م، 140/6، رقم الحدیث: 3796

Muḥammad bin ʿīsā al-Tīrmidhī, Al-Sunan, Muṣṭafa al-Bābī, 1975, 6 / 140, Ḥadīth 3796

[16] عبد الغنی بن سعید بن علی الازدی، الغوامض والمبہمات فی الحدیث النبوی، دار المنارۃ، 689/1، الحدیث: 593

ʿabdi alghanī bin saʿīd bin Alī al-Aẑdī, al-Ghawāmiḍ waḽ-Mubhamāt fī al-Ḥadīth al-Nabawī, Dār al-manāra, 1/689 , al-Ḥadīth: 593

انگوٹھی پھینک کر نبی خاتم ﷺ کے پاس واپس جاؤ۔ اب اس نے اجازت چاہی تو اجازت دے دی گئی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا، آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا، اس نے پوچھا کہ یار سول اللہ آپ نے مجھ سے منہ پھیرا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کے ہاتھ میں جہنم کا انگارہ تھا۔ اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں بہت انگارے لایا ہوں، دراصل وہ بحرین سے زیور لایا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جو لائے تھے اس کا بس اتنا ہی فائدہ تھا۔ جو حرۃ کے پتھر کا ہو سکتا تھا۔ لیکن ہاں البتہ وہ دنیاوی متاع ہے۔ اس آدمی نے عرض کیا کہ اپنے ساتھیوں میں میری براءت کریں، وہ یہ گمان نہ کریں کہ آپ مجھ سے کیوں ناراض تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر اس کی براءت ظاہر فرمائی۔ کہ جو کچھ تھا وہ ان کی انگوٹھی کی وجہ سے تھا۔[17]

ابن حبان کی روایت ضعیف ہے۔

رجوع الی الحق کرنے والے کی برائت کا اعلان کرنا

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نجران سے ایک آدمی نبی خاتم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے سونے کی انگوٹھی پہن ہوئی تھی، نبی خاتم ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اور اس سے کچھ بھی نہیں پوچھا، جب یہ آدمی اپنی بیوی کے پاس واپس آیا اور اس کو سارا واقعہ سنایا، تو اس نے کہا کہ ضرور تم نے کچھ ایسا کیا ہے، تم پھر نبی خاتم ﷺ کے پاس جاؤ، پس وہ دوبارہ نبی خاتم ﷺ کی خدمت میں آیا لیکن جاتے وقت اپنی انگوٹھی اور اپنا جبہ جو اس نے پہنا تھا اتار دیا، اب جب اس نے اجازت طلب کی تو اس کو اجازت مل گئی، نبی خاتم ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے اس کو جواب بھی دیا، اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ جب میں پہلی مرتبہ آپ کی خدمت میں آیا تھا تو آپ نے مجھ سے منہ پھیر لیا تھا؟ نبی خاتم ﷺ نے فرمایا اس وقت تیرے ہاتھ میں جہنم کی آگ کی چنگاری تھی، اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ پھر تو میں بہت چنگاریاں لایا ہوں، درحقیقت وہ بحرین سے اپنے ساتھ بہت سا زیور لایا تھا، نبی خاتم ﷺ نے فرمایا کہ تم وہ کچھ لے کر آئے جس کا صرف اتنا ہی فائدہ ہمیں ہو سکتا ہے جتنا پتھریلے علاقے کے پتھروں سے، لیکن یہ دنیاوی زندگی کا سامان ہے۔ پھر اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اپنے ساتھیوں سے میری طرف سے عذر داری فرمادیجئے تاکہ ان کو معلوم ہو کہ آپ مجھ سے کیوں

---

[17] محمد بن حبان بن احمد الدارمی، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1988م، 301/12، رقم الحدیث: 5489

Muḥammad bin Ḥibān bin Aḥmad al-Dārmī, al-Iḥsān fī taqrīb Ṣaḥīḥ ibn Ḥibān, Moåsasat al-Rīsālah, Berūit, 1988, 12 / 301, al-Ḥadīth: 5489

ناراض تھے، چنانچہ نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور اس کی طرف سے عذر داری فرمائی اور لوگوں پر ظاہر کر دیا کہ اس سے اعراض کرنے کی وجہ اس کے سونے کی انگوٹھی تھی۔[18]

یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ دیگر محدثین امام احمدؒ، نسائیؒ، طبرانیؒ، ہیثمیؒ اور ابن حبانؒ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں اختلاف ابو النجیبؒ سے واقع ہوا ہے۔ ابو النجیب کو ابو التُجیب بھی کہا گیا ہے۔ امام ذہبیؒ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ غیر معروف ہیں۔ حالانکہ ابن حبانؒ نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔

نجرانیوں کا نبی خاتم ﷺ کی تصدیق کرنا

ابن ہشامؒ کہتے ہیں کہ نبی خاتم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین" کے ساتھ مکہ میں شعب ابی طالب میں گھرے ہوئے تھے۔ اور آپ ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا ہوا تھا۔ تو نجرانی عیسائیوں کو بھی علم ہوا کہ آپ ﷺ کے بعض صحابہ "رضی اللہ عنہم" نے اپنے ایمان کے تحفظ کے لئے حبشہ کی طرف ہجرت کی ہے۔ انہوں نے جلدی سے نبی ﷺ کی اُن صفات کے ثبوت کے لئے ایک وفد بھیجا، جو وہ اپنی کتابوں میں دیکھتے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ مکہ میں ملاقات کی۔ اور یہ ان کی خوش قسمتی کا سبب ہوئی۔ جب انہوں نے نبی ﷺ سے قرآن سنا اور دین اسلام کی حقیقت کو سمجھ گئے تو ایمان قبول کیا۔ کفار اور ان کے ساتھیوں کو ناکامی ہوئی۔ ابو جہل سخت غصہ ہوا اور اس بابرکت وفد سے کہا۔ کہ تم جیسا ناسمجھ وفد میں نے نہیں پایا۔ کہ تمہاری قوم نے تم لوگوں کو اس شخص کی معلومات کے لئے بھیجا تھا لیکن تم خود ہی صابی ہو گئے۔ اس وفد نے بہت نرمی سے جواب دیا کہ ہم نے اپنے لئے اس دین کا انتخاب کیا ہے۔ اس وفد نے دنیا و آخرت کا خیر سمیٹا اور واپس ہوا۔ لیکن کفار پھر بھی اپنے کفر پر قائم رہے جبکہ اللہ نے ان پر حق ایک مرتبہ پھر ظاہر کر دیا تھا۔ ابن اسحاقؒ کہتے ہیں کہ جب ان کو حبشہ سے آپ ﷺ کی خبر پہنچی تو ان عیسائیوں میں سے قریب 20 آدمی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے۔ تو انہوں نے آپ ﷺ سے مسجد میں ملاقات کی اور آپ ﷺ کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگے اور سوالات پوچھنے لگے۔ قریش ان کے انتظار میں کعبہ کے گرد موجود تھے جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے سوالات سے فارغ ہوئے جن کا وہ ارادہ رکھتے تھے تو نبی مبارک ﷺ نے ان کو اللہ جل جلالہ کی طرف بلایا اور ان کو قرآن سنایا، تو جب انہوں نے سنا تو ان کی انکھوں میں آنسو آ گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی دعوت قبول کر لی۔ اور آپ ﷺ پر ایمان لے آئے اور تصدیق کی کہ جو صفات ان کو

---

[18] احمد بن حنبل، المسند، 180/17، رقم الحدیث: 11109

Aḥmad bin Ḥambal, Al-Musnad, al-Ḥadīth: 11109

اپنی کتابوں میں بتائی گئی تھیں وہ انہوں نے پہچان لیں۔ جب وہ لوگ وہاں سے اٹھے تو ابو جہل نے ایک گروہ کے ساتھ ان کا راستہ روک لیا۔ اس نے ان کو برا بھلا کہا کہ اللہ ان کو اپنے قافلہ سے پیچھے رکھے۔ آپ کی قوم نے آپ کو اس شخص کی خبر گیری کے لئے بھیجا تھا۔ تو آپ اس سے اتنے مطمئن ہوئے کہ آپ نے اپنا دین ہی چھوڑ دیا اور اس کے کہنے کی تصدیق کی۔ میں نے آپ جیسا کم عقل وفد کبھی نہیں دیکھا۔ اور اس طرح کی باتیں کیں تو انہوں نے جواب دیا کہ سلام علیک، ہم آپ کے منہ نہیں لگتے۔ ہمارا راستہ ہمارے لئے کافی اور آپ کا راستہ آپ کے لئے۔ ہم نے اپنے خیر کے لئے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔[19]

جزیہ ادیان پر نافذ ہوتا ہے انساب پر نہیں

امام بیہقیؒ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی خاتم ﷺ نے نجرانی عیسائیوں کے ساتھ کپڑوں کے ایک ہزار جوڑوں کے بدلے صلح فرمائی۔ اور حدیث بیان کی۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ نبی خاتم ﷺ نے اکیدر غسانی سے جزیہ وصول کیا۔ آپ کا خیال تھا کہ آپ ﷺ نے بعض عربوں سے جزیہ پر صلح کیا۔ جب کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور اس کے بعد کے خلفاء نے بنو تغلب، بھراء، تنوح، اور عرب کے خلط سے جزیہ لیا۔ اور وہ آج تک (امام بیہقی کے زمانے تک) نصرانیت پر قائم ہیں۔ ان پر صدقہ کو ڈبل کیا جاتا ہے۔ جو جزیہ ہے۔ جزیہ انساب پر نہیں بلکہ ادیان پر نافذ ہوتا ہے۔ اگر باطل تمنا پر ہمیں گناہ نہ ہوتا تو ہم پسند کرتے وہ جو ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ عرب پر ذلت نہ ڈالی جائے گی لیکن یہ کہ اس کے فیصلے کے مقابلے میں اللہ ہماری انکھوں میں ہماری پسند سے برتر ہے۔[20]

اور بیہقیؒ ہی کی دیگر روایات میں یہ بھی ہے کہ ان کی عبادت گاہیں نہ گرائی جائیں اور نہ ان کے پادریوں کو جلاوطن کیا جائے۔ جب تک کہ وہ کوئی غلط کام نہ کریں اور سود نہ کھائیں تو ان کے مذہب کی وجہ سے ان کو امتحان میں نہ ڈالا جائے۔[21]

---

[19] عبدالملک بن ھشام بن ایوب، السیرۃ النبویۃ، مصطفی البابی الحلبی مصر، 1955م، 1/ 391

Abdul Malik bin Hishām bin Ayūb, al-seerat al-Nabawīah, Muṣṭafa al-Bābī alḥaḷbī miṣar, 1955 m, 1 / 391

[20] ابو بکر احمد بن الحسین البیھقی، السنن الکبیری، 2011م، 315/9، رقم الحدیث: 18644

Abū Bakr Aḥmad bin al-Ḥusain al-Baihaqī, al-Sunan al-kuba, 2011 m, al-Ḥadīth: 18644

[21] البیھقی، السنن الکبیر، 65/19، رقم الحدیث: 18749

اس طرح ایک ہزار کپڑوں کے جوڑوں کے بدلے صلح کا تذکرہ بھی ہے۔[22]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بیہقی میں منقول دوسری روایت میں یہ جوڑے مسلمانوں کو آدھے صفر میں اور آدھے رجب میں ادا کرنے کا ذکر ہے۔۔اگر یمن میں کوئی جنگ ہوئی تو بطور عاریت تیس تیس قمیص، گھوڑے، اونٹ اور ہر قسم کا اسلحہ دینے کا بیان ہے۔ جس سے وہ جہاد کریں گے۔اور مسلمان اس سامان کے ضامن ہوں گے۔یہاں تک کہ وہ یہ سامان ان کو واپس کردیں۔یہ مشروط ہوگا اس سے کہ ان کی عبادت گاہیں نہیں گرائی جائیں گی۔ان کے پادریوں کو جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔جب تک کہ وہ کوئی غلط کام نہ کریں اور سود نہ کھائیں تو ان کو ان کے مذہب کی وجہ سے فتنہ میں نہ ڈالا جائے گا۔[23]

اسحاق بن عبداللہؒ کہتے ہیں کہ وہ تین سو تھے تو نبی خاتم ﷺ نے ان پر تین سو دینار ہر سال میں مقرر فرمائے۔امام شافعی فرماتے ہیں۔کہ پھر اہل نجران سے اس شرط پر صلح ہوئی کہ وہ ان کو جوڑے دیں گے۔دینار کے علاوہ پر صلح اس کے جواز کی دلیل ہے۔[24]

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اکیدر غسانی جو عرب عیسائی تھے، سے جزیہ پر صلح کی۔اور نجران کے عیسائیوں کے ساتھ بھی جزیہ پر صلح کی۔ان میں عرب و عجم دونوں تھے۔اور یمن کے ذمیوں سے جزیہ پر صلح کی جن میں عرب اور عجم تھے۔[25]

عمرو بن دینارؒ کی روایت میں ہے کہ نبی خاتم ﷺ کے طرف سے اہل نجران کے لئے لکھی گئی تحریر میں اللہ

---

al-Baihaqī, al-Sunan al-kabir, al-Ḥadīth: 18749

[22] ابو بکر احمد بن الحُسین البیهقی، السنن الکبیری، بیروت، 2003م، 339/9، رقم الحدیث: 18715

Abū Bakr Aḥmad bin al-Ḥusain al-Baihaqī, al-Sunan al-kuba,Berūit, 2003 m, 9 / 339, al-Ḥadīth: 18715

[23] احمد بن الحُسین البیهقی، السنن الصغیر، دار النشر: جامعة الدراسات الاسلامیة، کراتشی 1989م، 6/4، رقم الحدیث:2938

Abū Bakr Aḥmad bin al-Ḥusain al-Baihaqī, al-Sunan al-ṣughīr, Dār al-Nashr: jāmiʿat al-dīrāsāt al-Islāmīa, Karachi, 1410h, 4/6, al-Ḥadīth:2938

[24] البیهقی، السنن الکبری، 328/9، رقم الحدیث:18679

al-Baihaqī, al-Sunan al-kubra, al-Ḥadīth: 18679

[25] احمد بن الحُسین البیهقی، معرفة السنن والاثار، جامعة الدراسات الاسلامیة کراتشی، 1991م، 400/13، رقم الحدیث:18623

Abū Bakr Aḥmad bin al-Ḥusain al-Baihaqī, Marifat al-Sunan wal Athār, jāmiʿat al-dīrāsāt al-Islāmīa, Karachi, 1410h, 4/6, al-Ḥadīth:18623

اور محمد ﷺ کا ذمہ تھا۔ جب تک کہ وہ خیر خواہی پر قائم رہیں گے ٹھیک رہیں گے۔ اور ان پر دو ہزار جوڑے اوراق کے لاگو ہوں گے۔ اس تحریر کے وقت ابو سفیان بن حرب اور اقرع بن حابس "رضی اللہ عنہما" موجود تھے۔[26]

سیار ابو الحکمؒ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر پہنچی کہ نجران کے وفد نے کہا رزق اور معیاد کا اندازہ مقرر ہے اور اعمار کا نہیں تو اللہ عزّ وجلّ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ "إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ" [القمر: 48] "[27]

نجرانیوں کا ملاعنہ کا چیلنج

عامر شعبیؒ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران پر ملاعنہ پیش کیا۔ تو اس کو عاقب اور السید نے قبول کر لیا۔ وہ ایک آدمی کی طرف واپس ہوئے جو راز دار تھا۔ اس نے ان کو بتایا کہ یوں نہ کرو، اللہ کی قسم اگر وہ نبی ہے تو اللہ تعالی آپ کے بارے میں اس کی بات کو رد نہیں کرے گا۔ اور اگر وہ بادشاہ ہے تو لازمی طور پر وہ آپ پر غلبہ پائے گا۔ انہوں نے اس کی رائے پوچھی تو اس نے بتایا کہ میرے خیال میں یقینا وہ صبح کو آپ کے وعدے کے مطابق حاضر ہو گا۔ اس لئے جب وہ صبح آئے تو آپ پر ملاعنہ پیش کرے گا۔ تو جب آپ پر ملاعنہ پیش کرے۔ تو آپ عرض کریں کہ ہم اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور وہ دونوں صبح کے وقت حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ حسن اور حسین "رضی اللہ عنہما" کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، وہ آپ ﷺ کے ساتھ آرہے تھے، اور فاطمہ "رضی اللہ عنہا" آپ ﷺ کے پیچھے جا رہی تھی۔ تو آپ ﷺ نے ان سے استفسار کیا کہ جس مقصد کے لئے تم ملاعنہ کر رہے ہو، کچھ کہنا ہے؟ تو دونوں نے عرض کیا کہ ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے دوبارہ اور سہ بارہ پوچھا تو انہوں نے یہی کہا کہ ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ کیا آپ مسلمان ہوتے ہو؟ تب آپ کو بھی وہی حقوق دئے جائیں گے جو باقی مسلمانوں کو دئے جاتے ہیں۔ اور آپ پر بھی وہی احکام نافذ ہوں گی جو دوسرے مسلمانوں پر نافذ ہوتے ہیں۔ لیکن انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا۔ اور پسند نہیں کیا، آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ کیا ذلت کی

---

[26] محمد بن اسحاق بن العباس المکی، اخبار مکۃ فی قدیم الدھر وحدیثہ، دار خضر، بیروت، 1414، 68/5، رقم الحدیث: 2918

Muḥammad bin Isḥaq bin alʿabas almakki, Akhbār maka fī qadīm al-Dahr wa Ḥadithah, Dār khaḍar, Berūit, 1414, 5/68, al-Ḥadīth: 2918

[27] عبید اللہ بن محمد بن محمد ابن بطۃ، الابانۃ الکبری، دار الرایۃ للنشر والتوزیع، الریاض، 229/4، رقم الحدیث: 1826

Ubaid Allah bin Muḥammad bin Muḥammad bin Batta, al-Ibānah al-kubra, Dār al-Raya li al-Nashr wal taẇzīʿ , al-Riaḍ, 4 / 229, al-Ḥadīth: 1826

حالت میں جزیہ دینا چاہتے ہو جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے تو انہوں نے اس کو قبول کر لیا۔ اور کہا کہ ہمیں عرب سے لڑنے کی قوت نہیں ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔ "إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ"[28] اس کی سند مرسل ہے۔ اور مرسل ضعیف ہوتی ہے۔

عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے اور اہل نجران کے درمیان ان کے شدید جھگڑالو ہونے کی وجہ سے پردہ ہوتا۔[29]

شعبی کہتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران سے ملاعنہ کا ارادہ کیا تو حسن اور حسین "رضی اللہ عنہما" کو ہاتھ سے پکڑا اور فاطمہ آپ ﷺ کے پیچھے چل رہی تھی۔[30]

شعبی کہتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران سے ملاعنہ کا ارادہ کیا تو انہوں نے جزیہ دینا قبول کیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے ساتھ اہل نجران اگر ملاعنہ کرتے تو درختوں پر پرندے یا درختوں پر چڑیا، کی ہلاکت کی خوش خبری دینے والا تک آ چکا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ صبح ان کی طرف گئے۔ تو حسن اور حسین کو ہاتھ سے پکڑا اور فاطمہ آپ ﷺ کے پیچھے چل رہی تھی۔[31]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نجران کا وفد۔عاقب اور طیب۔ نبی خاتم ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ نے ان کو اسلام کی طرف بلایا۔ دونوں نے عرض کیا کہ اے محمد ﷺ ہم پہلے سے اسلام لے آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ بولتے ہو۔ آپ چاہیں تو میں بتا سکتا ہوں کہ کس چیز نے آپ کو اسلام قبول کرنے سے منع کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صلیب، شراب پینے اور خنزیر کھانے کی محبت نے۔ کہ مال نہ

---

[28] سعید بن منصور الخراسانی، التفسیر من سنن سعید بن منصور، دار الصمیعی للنشر والتوزیع، 1997م، 1044/3، رقم الحدیث: 500
Saʿīd bin Manṣūr, al-kharāsānī, al-Tafsīr min sunan saʿīd bin manṣūr, Dār al-ṣamiʿi li al-Nashr wāl Tawzīʿ, 1997 m, Ḥadīth: 500

[29] البزار، مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، 244/9، رقم الحدیث: 3786
Al-Bazaz,Musnad al-Bazaz al-Manshoor bi Ism al-Bahar al-Zakhar,9/244, Ḥadīth: 3786

[30] عبداللہ بن محمد ابن ابی شیبۃ، الکتاب المصنف فی الاحادیث والاثار، مکتبۃ الرشد، الریاض، 1409، 379/6، رقم الحدیث: 32184
Abdullah bin Muḥammad bin Abī shaibah, al-Kitāb al-muṣanaf fī al-Aḥādīth wal-Athār, Maktabat al-rushad, al-Riāḍ, 1409, al-Ḥadīth: 32184

[31] ابن ابی شیبۃ، المصنف فی الاحادیث والاثار، 426/7، رقم الحدیث: 37014
Ibn Abī shaiba, al-Muṣanaf fī al-Aḥādīth wal-Athār, 7 / 426, al-Ḥadīth: 37014

ہو تو زندگی نہ ہو۔ کہا، کہ آپ ﷺ نے ان کو ملاعنہ کی طرف بلایا۔ تو انہوں نے اگلی صبح ملاعنہ کرنے کا وعدہ کیا۔ کل صبح رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین "رضی اللہ عنہم" کا ہاتھ پکڑا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کو بلوایا تو آنے سے انکار کیا۔ اور خراج دینے کو تیار ہوئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اُس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق بھیجا ہے۔ اگر وہ (مباہلہ) کرتے تو ان پر وادی میں آگ برستی۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کے بارے میں یہ آیت اتری۔(فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ)[آل عمران: 61]۔ شعبیؒ نے کہا کہ ہمارے بیٹے اور آپ کے بیٹے: حسن اور حسین اور ہماری عورتیں اور آپ کی عورتیں: فاطمہ، ہمارے مرد اور آپ کے مرد: علی بن ابی طالب[32]

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نجران کا وفد نبی خاتم ﷺ کے پاس آیا تو پوچھا کہ آپ عیسی ابن مریم "علیہ السلام" کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ تو فرمایا کہ وہ روح اللہ، اس کا کلمہ، اللہ کا بندہ اور اس کے رسول ہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ ہم اس بات پر آپ سے ملاعنہ کرنے کو تیار ہیں کہ ایسا نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا آپ ایسا چاہتے ہیں۔؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب آپ چاہتے ہیں۔ تو (ٹھیک ہے) نبی خاتم ﷺ آئے اور اپنے بچوں حسن اور حسین "رضی اللہ عنہما" کو جمع کیا۔ ان کے سردار نے کہا کہ اس آدمی (نبی کریم ﷺ) سے مباہلہ مت کرو۔ اللہ کی قسم اگر تم نے اس کے ساتھ مباہلہ کیا تو دونوں فریقوں میں سے ایک لازما زمین میں دھنس جائے گا۔ تو وہ آئے اور کہا اے ابو القاسم ہمارے کچھ بے عقلوں نے آپ سے مباہلہ کرنا چاہا تھا۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں معاف کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ معاف کر دیا۔ پھر فرمایا کہ یقینا عذاب نجران کے اوپر منڈلا رہا تھا۔ یہ حدیث امام مسلمؒ کی شرط پر صحیح ہے۔ اور دونوں (شیخین) نے اس کی تخریج نہیں کی۔[33]

مباہلہ سے نجرانیوں کی پسپائی

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نجران کے دو سردار عاقب اور السید، رسول اللہ ﷺ سے

---

[32] الآجُرّی، الشریعۃ، 2201/5، رقم الحدیث: 1690

Al-Âjarī, al-Sharīʿah, 5 / 2201 , al-Ḥadīth: 1690

[33] الحاکم النیسابوری، المستدرک علی الصحیحین، 649/2، رقم الحدیث: 4157

Hakim Neshapuri, al-Mustadrak ala al-Sahihain, 2/649, Ḥadīth: 4157

مباہلہ کرنے آئے تھے لیکن ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ایسا مت کرو،اس لئے کہ اللہ کی قسم اگر یہ نبی ہوں اور ہم نے پھر بھی اس سے مباہلہ کیا تو ہم اور نہ ہماری بعد والی نسلیں بچ سکیں گی۔ پھر ان دونوں نے نبی خاتم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ہم سے جو جزیہ مانگیں گے ہم دینے کو تیار ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ کوئی امانت دار بھیج دیں، جو بھی شخص ہمارے ساتھ بھیجیں لازماً امین ہو۔ نبی خاتم ﷺ نے فرمایا کہ میں آپ کے ساتھ ایسا شخص بھیجوں گا جو امین ہو گا بلکہ سر تا پا امین ہو گا۔ صحابہ کرام ''رضی اللہ عنہم اجمعین'' نبی خاتم ﷺ کے منتظر تھے، آپ ﷺ نے ابو عبیدہ بن الجراح سے فرمایا کہ اٹھو۔ جب آپ کھڑے ہوئے تو نبی خاتم ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس امت کا امین ہے۔[34]

بخاری کی اس روایت میں تفصیل موجود ہے اور یہ روایت بھی حذیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ ما قبل کی روایات مختصر تھیں۔ اس روایت میں ہے کہ نجران کے سردار دراصل مباہلہ کرنے آئے تھے۔ لیکن پھر خوف کے مارے سامنے آنے کی ہمت نہ ہو سکی۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ حق رسول ہیں۔ اور ان سے مباہلہ کرنا اپنی ہلاکت کو دعوت دینا ہے۔

مسند احمد میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ '' سے مروی روایت میں بھی یہی ہے کہ نجرانی عیسائیوں کے سرداروں نے بجائے مباہلہ کے صلح کو ترجیح دی [35]''

نجرانیوں کا صلح کرنا اور شرائط معاہدہ

صلح کی شرائط کا تذکرہ سنن ابو داؤد میں عبداللہ بن عباس ''رضی اللہ عنہما'' کی روایت میں ہے۔ کہ اہل نجران سے اس شرط پر صلح ہوئی کہ وہ دو ہزار کپڑوں کے جوڑے مسلمانوں کو ادا کریں گے، نصف صفر اور نصف رجب میں، اسی طرح بطور عاریت زرہیں، گھوڑے، اونٹ اور ہر قسم کے ہتھیار تیس تیس تعداد میں مسلمان کو ادا کریں گے جس سے وہ جہاد کریں گے۔ مسلمان اس عاریت کے ضامن ہوں گے، ضرورت پوری ہونے پر ان کو لوٹا دیں گے اور یہ عاریت اس وقت لازم ہو گا جب یمن میں کوئی فریب یا بغاوت کرے یعنی سازش کر کے نقصان پہنچانا چاہے اور وہاں

---

[34] البخاری، صحیح البخاری، 5/171، 4380، بَابُ قِصَّةِ اَهْلِ نَجْرَانَ، رقم الحدیث: 4380

Al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, 5 / 171 , 4380 , bāb qiṣṣatu aȟli Najrān , Ḥadīth: 4380

[35] احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی، المسند، دار الحدیث، القاھرۃ، 1995م، 4/89، رقم الحدیث: 3930

Aḥmad bin Muḥammad bin Hanbal al-shaibani, al-Musnad,Dar al-Ḥadīth, al-Qahira,1995, 4/89, Ḥadīth 3930

پر لڑائی پیش آئے، اس شرط پر کہ نجران کے ان عیسائیوں کا کوئی گرجا گرایا نہیں جائے گا، اور کسی پادری کو نکالا نہیں جائے گا، اور ان کے دین میں مداخلت نہیں کی جائے گی، جب تک کہ وہ کوئی نئی بات پیدا نہ کریں یا وہ سود نہ کھانے لگیں۔ اسماعیل سدیؒ فرماتے ہیں کہ پھر وہ سود کھانے لگے۔ ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ جب انہوں نے اپنے اوپر لازم کچھ شرائط توڑ دیے تو یہ نئی بات تھی جو پیدا کی۔ تو ان کو ملک عرب سے نکال دیا گیا۔[36]

علامہ البانیؒ اس کو ضعیف السند کہتے ہیں جب کہ شعیب الارنووطؒ نے اس سند کو حسن کہا ہے۔

علامہ خطابیؒ نے کہا کہ اس میں دلیل ہے کہ امام جزیہ میں کمی بیشی کا اختیار رکھتا ہے۔ اور علامہ شوکانیؒ کہتے ہیں کہ جس چیز پر مصالحت ہوئی تھی دراصل وہ جزیہ ہی تھا۔[37]

نجرانیوں کا حُب دنیا

کُرزِ بن عَلقَمہ "رضی اللہ عنہ" کہتے ہیں کہ نجران کے ساٹھ عیسائی سواروں کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ ان میں 24 معززین تھے۔ اور دوسرے 24 میں سے تین کو حکومت سپرد کی گئی تھی، عاقب قوم کا صاحب رائے اور امین تھا۔ جب کہ السید ان کے عالم اور قافلہ کے مختار تھے۔ اور ابو حارثہ بن علقمہ، ان کا اسقف یعنی بشپ[38]، بڑا عالم، امام اور مقاصد کا ذمہ دار تھا، جس کا تعلق بکر بن وائل سے تھا۔ ابو حارثہ ان میں شریف تھا اس نے اپنے دین کا خوب علم حاصل کیا۔ روم کے عیسائی بادشاہوں نے اس کی عزت افزائی کی، اس کو قبولیت بخشی اس کی خاطر گرجے تعمیر کئے۔ اور اس پر انعامات کی برسات کردی تھی کیوں کہ ان کو اس کی دینی کوششوں کی خبر ہوئی تھی۔ جب وہ نجران سے رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوئے۔ تو ابو حارثہ اپنے خچر پر بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور اس کے پہلو مین اس کا بھائی کُرز بن علقمہ بھی تھے جو اس کے ساتھ تھے۔ اچانک ابو حارثہ کو اس کے خچر نے گرادیا تو کرز نے کہا کہ دور والا ہلاک ہو (العیاذ باللہ اس کی مراد نبی خاتم ﷺ کی ذات تھی) تو اس نے جوابا کہا کہ بلکہ تو ہلاک ہو، اس (کرز) نے پوچھا کہ بھائی یہ کیوں؟ تو اس نے جواب دیا کہ جس نبی کے ہم منتظر تھے اللہ کی قسم یہ وہی نبی ہیں، کرز

---

[36] ابوداود سلیمان بن الاشعث السِّجِستانی، السنن، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، 167/3، رقم الحدیث: 4031

Abu Daud Sulaiman bin ash'ash al-Sajastani, Al-Sunan, Maktaba al-Asria, Beruit,3/167

[37] محمد اشرف بن امیر العظیم ابادی، عون المعبود شرح سنن ابی داود، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1415 ھ، 202/8

Muhammad Ashraf bin Amir al-Azeemabadi, Aun al-Ma'bood Sharah Sunan Abi Daud, Beruit, Dar al-kotob al-Ilmiah, 1415 H, 3/167

[38] جو قسیس سے بڑا اور مطران سے کم درجہ کا ہو۔

نے استفسار کیا کہ پھر کس چیز نے تم کو (اسلام قبول کرنے سے) روکا ہے۔ اس نے جواب دیا، کہ قوم نے جو ہمارے لئے کیا ہے جو ہمیں شرافت دی، امیر بنایا، عزت دی۔ اور انہوں نے (نبی خاتم ﷺ) کی مخالفت کے سوا سب کا انکار کر دیا ہے۔ اور اگر میں نے وہ کیا (یعنی اسلام قبول کیا) تو وہ مجھ سے سب چھین لیں گے جواب تم دیکھتے ہو۔ اس کے بھائی کرز (نے اسلام قبول کیا) اور اس سے چھپایا یعنی بھائی سے۔ کرز بن علقمہ البکری اور خزاعی سے اس حدیث کو صرف اسی سند سے نقل کیا گیا ہے۔ اس میں یونس بن بکیر متفرد ہیں۔[39]

شعبیؒ کہتے ہیں کہ نجران کا وفد آیا اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ہمیں عیسی " علیہ السلام " کے بارے میں خبر دیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ روح اللہ ہیں، اس کا کلمہ ہیں جو مریم کو عطا کیا تھا۔ تو انہوں نے کہا کہ کیا عیسی " علیہ السلام " کو اس سے اونچا نہیں ہونا چاہیئے؟ تو اللہ نے آیات نازل کیں۔(فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ) [آل عمران: 61] "[40]

ابو عمرو کہتے ہیں کہ نجران کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جن میں عاقب اور السید بھی تھے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسے جھگڑے کہ کبھی کوئی نہیں جھگڑا تھا۔ ان میں سے ایک تو چلا گیا اور دوسرا رہ گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو مباہلہ کا کہا۔ تو اس نے قبول کر لیا۔ جب وہ چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے " صحابہ " رضی اللہ عنہم " سے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر انہوں نے مجھ سے مباہلہ کیا ہوتا تو سال گزرنے سے پہلے سب نجران والے ہلاک ہو جاتے۔ کہا کہ صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ آئے اور حسن، حسین، فاطمہ اور اور آپ کے " صحابہ " رضی اللہ عنہم " میں بعض آئے۔ اور وہ بھی صبح کو چلے آئے تو عرض کیا کہ ہم مباہلہ نہیں کرتے بلکہ آئے ہیں تاکہ آپ ہم پر کچھ مقرر فرمائیں اور ہم وہ آپ کو ادا کریں۔ تو ہمارے ساتھ وہ آدمی بھیجیں جو ہماری رہنمائی کرے۔ پھر نبی خاتم ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر آپ مجھ سے مباہلہ کرتے تو سال گزرنے سے پہلے سب نجران والے ہلاک ہو جاتے۔ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

[39] سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی، المعجم الاوسط، دار الحرمین، القاھرۃ، 176/4، رقم الحدیث: 3906

Sulaiman bin Aḥmad bin Ayyub al-Tabarani, al-Mu'jam al-Aosat, Dar al-Haramain, alQahira,4/176, Ḥadīth 3906

[40] ابن ابی شبۃ، تاریخ المدینۃ 580/2

Ibn e Abi Shaiba, Tārīkh e Madina, 2/580

ان پر نجران کی چادریں مقرر کیں۔ پھر فرمایا کہ میں آپ کے ساتھ اس امت کا امین بھیجتا ہوں۔ اس پر ابو بکر اور عمر وغیرہ کو شوق پیدا ہوا۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو عبیدۃ اٹھو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں کو اللہ کی اور جو عیسی بن مریم ''علیہ السلام'' پر نازل فرمایا، کی قسم دیتا ہوں کہ کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ آپ لوگ عیسی'' علیہ السلام'' کے اٹھنے کے بعد مشرق کی طرف (بطور قبلہ) منہ کرتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں بالکل۔ فرمایا کہ میں آپ لوگوں کو اللہ کی اور جو عیسی بن مریم'' علیہ السلام'' پر نازل فرمایا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ شراب پینے والے پر اللہ کی ناراضگی اترتی ہے یہاں تک آسمان تک پہنچ جائے۔ سب بولے کہ ہاں۔[41]

لیث بن سعدؒ کی روایت میں ہے کہ ان میں سے ایک نے پوچھا کہ عیسی "علیہ السلام" کے والد کون تھے؟ تو رسول اللہ ﷺ خاموش ہوگئے۔ اور جواب دینے میں جلدی نہیں کی یہاں تک کہ رب خود آپ کو حکم دے۔ تو اللہ نے آیات نازل فرمائیں۔ (إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ) [آل عمران: 59] حَتَّى بَلَغَ (فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِينَ) [آل عمران: 60] ، پھر دونوں کافروں کے بارے میں فرمایا۔(فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ) [آل عمران: 61] اس قول تک: (فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ) [آل عمران: 61] فرمایا کہ نبی خاتم ﷺ نے انہیں مباہلہ کی طرف بلایا اور علی، فاطمہ، حسن اور حسین "رضی اللہ عنہم" کا ہاتھ پکڑا۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔ بے شک اس شخص نے آپ کے ساتھ انصاف کیا۔ دونوں نے عرض کیا کہ ہم مباہلہ نہیں کرتے۔ اور جزیہ کا اقرار کیا اور دونوں نے اسلام کو ناپسند کیا۔[42]

ابو یعلی نے اس کو نقل کیا ہے، حضرت عیسی'' علیہ السلام'' کے عدم ذکر کے ساتھ،[43]

---

[41] ابن ابی شیبۃ، تاریخ المدینۃ 581/2

Ibn e Abi Shaiba, Tārīkh e Madina, 2/581

[42] احمد بن حنبل، فضائل الصحابۃ، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1983، 776/2، رقم الحدیث: 1374

Aḥmad bin Ḥanbal, Faḍāyil al-Ṣiḥābah, Moåsasat al-Rīsālah, Berūit 2 / 776,Ḥadīth: 1374

[43] علی بن محمد بن محمد بن الطیب المعروف بابن المغازلی، مناقب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، صنعاء، دار الاثار، 2003م، ص: 333، رقم الحدیث: 310

نجرانیوں کا کتمان حق

عبداللہ بن ربیعہ مخزومی کہتے ہیں کہ میں عمر "رضی اللہ عنہ" کے ساتھ شام کی طرف نکلا مجھے اور ابن مسعود "رضی اللہ عنہ" کو نجران کے وفد کے بارے میں بتایا گیا کہ اس میں ایک عالم شخص تھا۔ تو ہم اس کے پاس آئے تو ہمیں حدیث بیان کی جو ہمیں پسند نہیں تھی۔ ہم نے کہا کہ ہمیں ضرورت نہیں کہ ایسا سوال پوچھیں حالانکہ ہمارے مابین رسول اللہ ﷺ موجود ہیں۔ پس آپ ﷺ کے پاس چلا آیا، جب وہ نماز کے لئے نکلے اور کہا کہ استغفر اللہ یا رسول اللہ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا کیا۔ لیکن یہ کیوں؟ تو میں نے آپ ﷺ کو وہ بات بتادی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے آپ سے سچ کہا ہے لیکن اس میں ایک بات ہے جو اس نے نہیں بتائی ہے اور مجھے وہ بات اس سے اچھی طرح معلوم ہے۔ پس اہل کتاب سے سوالات مت پوچھا کرو۔ اگر وہ آپ کو وہ خبر دیں جو آپ کو پسند ہو۔ تو وہ اس کی تصدیق نہیں کرتے۔ اور اگر ایسی خبر دیں جو آپ کو پسند نہ ہو تو آپ رنجیدہ ہوں گے۔ تو عمر "رضی اللہ عنہ" نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جھڑکا تھا؟ جواب دیا کہ نہیں، عمر "رضی اللہ عنہ" نے فرمایا، لیکن میں آپ کو جھڑکتا ہوں۔ اللہ کی قسم، اگر مجھے پتہ چلا کہ آپ نے کسی اہل کتاب سے کچھ پوچھا ہے۔ تو آپ کو ماروں گا۔ اٹھو آپ کی وجہ سے ہم داغدار ہوئے ہیں۔[44]

ابن عباس "رضی اللہ عنہ" سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کے ساتھ ایک ہزار جوڑوں پر صلح کی تھی۔ جو آدھے صفر اور آدھے رجب میں وہ مسلمانوں کو ادا کریں گے۔ اگر یمن میں جنگ ہوئی۔ تو وہ بطور عاریت ہمیں تیس چادر، تیس غلیل، تیس گھوڑے، تیس اونٹ اور ہر قسم کے تیس اسلحے دیں گے جس سے (مسلمان) جنگ لڑیں گے۔ اور اس کی واپسی تک ضامن رہیں گے۔ اس شرط پر کہ ان کے گرجے گرائے نہیں جائیں گے۔ ان کے پادریوں کو جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔ اور ان کے دین میں دخل نہیں دیا جائے گا جب تک وہ کوئی نئی بات نہ کریں اور سود نہیں کھائیں۔[45]

Ali bin Muhammad bin Muhammad bin al-Teeb al-Ma'roof ibn al-Maghazlī, Manaqab Ameer al-Momnin Ali ibn e Abi Talib Radhi Allah anhu, San'a Dar al-Athār, 2003, Ḥadīth 310

[44] ابن ابی شیبۃ، تاریخ المدینۃ 1080/3

Ibn e Abi Shaiba, Tārīkh al-Madīna 3 / 1080

[45] البغوی، شرح السنۃ، 174/11؛ البیھقی، معرفۃ السنن والاثار، 374/13، رقم الحدیث: 18531

معاہدے کی تفصیل

ابـــــو المُلَیح کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کے ساتھ صلح کی اور ان کے لئے تحریر لکھی۔ بِسْـمِ اللَّـهِ الـرَّحْمَنِ الـرَّحِيمِ یہ تحریر نبی محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اہل نجران کے لئے ہے۔ کہ ان پر اس (محمد ﷺ) کا حکم نافذ ہے کہ یقیناً ہر سیاہ و سفید و زرد اور پھل اور غلام از راہ کرم و احسان ان کی ملکیت میں باقی رکھی جاتی ہیں، اس شرط پر کہ وہ سالانہ دو ہزار حلے یمنی چادروں کے جوڑے، ایک ہزار حلے صفر میں اور ایک ہزار حلے ماہ رجب میں ادا کرتے رہیں گے۔ ہر حلہ کی قیمت ایک اوقیہ ہو گی۔ خراج کی کمی بیشی کا حساب اوقیوں کے حساب سے ہو گا۔ نیز جو اونٹ، گھوڑے، یا زرہیں وہ خراج میں دیں گے تو وہ بھی اسی حساب سے لئے جائیں گی اور اہل نجران کا فرض ہو گا کہ وہ میرے محصـلوں کی بیس دن تک مہمان نوازی کریں گے۔ اور جب یمن میں کوئی سازش رونما ہو تو نجران والے ہمیں تیس گھوڑے، تیس اونٹ اور تیس زرہیں بطور عاریت دیں گے۔ اور میرے بھیجے ہوؤں کو جو اشیاء یہ لوگ دیں گے تو وہ فرستادگان اس کی واپس ادائیگی تک ضامن ہوں گے۔ اس کے بدلے میں نجران اور اس کے لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے امان حاصل ہو گا۔ اس بات پر کہ ان کا جان و مال، دین و مذہب، عبادت خانے، ان کی رہبانیت مذہبی پیشوائیت، ان کے حاضر اور غائب افراد، نیز جو کچھ تھوڑا بہت ان کے دست تصرف میں ہے، وہ محفوظ رہے گا۔ اور اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اور شرط بھی ہو گا کہ نہ کسی اسقف کو اس کے عہدے سے ہٹایا جائے گا۔ نہ کسی راہب کو اس کی رہبانیت سے منع کیا جائے گا۔ اور یہ کہ نہ ان کو ان کے ملک سے جلاوطن کیا جائے گا۔ نہ ان سے عشر لیا جائے گا۔ نہ ہی کسی فوج کو ان کے ملک میں آنے دیا جائے گا اور جو اپنا حق مانگے گا تو انصاف نجران میں ہی ہو گا۔ ان لوگوں کو سود کھانا منع ہو گا۔ اور سود کھانے والے میری ذمہ داری سے نکل جائیں گے۔ آئندہ وہ بھرپور کوشش اور خیر خواہی کریں گے۔ ان پر ظلم اور تشدد نہیں کیا جائے گا۔ اس معاہدے کے گواہ عثمان بن عفان اور معیقب "رضی اللہ عنہما" تھے۔ اس کو لکھا بھی معیقـــــب نے تھا۔ جب نبی خاتم ﷺ رحلت فرما گئے۔ تو یہ لوگ ابو بکر "رضی اللہ عنہ" کی خدمت میں آئے اور صلح کی شرائط کو بحال رکھا۔ اور ان کے لئے رسول اللہ ﷺ کے صلح نامہ کے مشابہ ایک معاہدہ تیار کیا۔ لیکن حضرت عمر "رضی اللہ عنہ" کے عہد میں انہوں نے سود کھانا شروع کیا تو آپ نے ان کو جلاوطن کر دیا۔ اور ان کو یہ لکھ کر دیا۔ کہ شام اور عراق کے امراء میں سے یہ جس کسی کے پاس بھی پہنچیں تو

---

al-Baghwī, Sharh al-Sunnah, 11/174; al-Bahqī, Ma'refat al-Sunan wal Athār,13/374, Ḥadīth 18531

کسی غیر آباد زمین میں ان کو ایک وسیع ٹکڑا دے دیں۔ یہ اپنی محنت و مشقت سے جو کچھ اپنے لئے حاصل کر لیں وہ اللہ کی خوشنودی کے لئے ان کا ہوگا اور ان کی زمین کا بدلہ ہوگا۔[46]

اوقات نماز کی تعلیم

ابن عباس "رضی اللہ عنہ" فرماتے ہیں کہ نجران کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور نماز کے اوقات کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ نے ان کے ساتھ دو دن تک دو اوقات میں نماز پڑھی۔ پھر فرمایا کہ پہلا وقت اللہ کی رضا کا وقت ہے اور دوسرا وقت اللہ کی بخشش کا وقت ہے۔[47]

کلامی فوائد:

ہر چیز کی تقدیر اللہ کی طرف سے مقرر ہے۔ سیدنا عیسیٰ ''علیہ السلام'' روح اللہ ہیں۔ سیدنا عیسیٰ ''علیہ السلام'' اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہیں۔ سیدنا عیسیٰ ''علیہ السلام'' اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ نبی خاتم ﷺ سے عیسائی اگر مباہلہ کرتے تو یہ مباہلہ ان کے لئے ہلاکت خیز تھا۔ آسمانی کتاب کلام الہی ہے، اللہ کا کلام اللہ کی صفت ہے اور اللہ کی صفت کی قسم کھانا جائز ہے۔ اہل کتاب سے بغیر ضرورت دینی مسائل پوچھنا درست نہیں۔ ان کے مسائل موقوف رکھیں جائیں گے۔ نہ تصدیق کی جائے اور نہ ہی تکذیب۔

فقہی فوائد:

دشمن سے مشروط صلح جائز ہے۔ جس کے عوض کچھ لیا جائے۔ اور بدلے میں ان کو امن دیا جائے۔ غیر مسلموں سے بطور عاریت جنگی سامان لینا جائز ہے۔ عاریت کے بدلے مسلمان غیر مسلموں کے سامان کے ضامن ہوں گے۔ جزیہ کو قسط وار لینا جائز ہے۔ مسلمانوں کا امیر جزیہ کی مقدار میں کمی بیشی کا مجاز ہے۔ جزیہ میں نقدی کے علاوہ بھی کوئی چیز مقرر کرنا جائز ہے۔ ذمیوں کی عبادت گاہوں کو اسلامی حکومت میں تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ ذمیوں کے مذہبی

---

[46] حمید بن مخلد بن قتیبۃ ابن زنجویہ الخرسانی، الاموال، مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الاسلامیۃ، السعودیۃ، 1986م، 447/2، رقم الحدیث:732

Humaid bin Mukhalad bin Qutaiba Ibn e zanjwia al-khurasanī, al-Amwal,Markaz al-Malik Faisal li Bahooth wa–Darasat al-Islamia, Saudia, 1986 m, 2/447, Ḥadīth 732

[47] محمد بن اسحاق بن محمد بن یحیی بن مَندَہ، مجالس من امالی ابی عبداللہ بن مندہ، ص398، رقم الحدیث:386

Muḥammad bin Ishaq bin Muḥammad bin yaḥay̱ bin Manda, Majālas min Amālī Abi Abdullah bin Manda, P 398, Ḥadīth 386.

رہنماؤں پر زبردستی جائز نہیں۔نہ ان کو جلاوطن کیا جائے گا۔ذمیوں کے دینی معاملات میں مداخلت کی اجازت نہیں یہ حق ان کو تب ملے گا جب تک وہ اسلامی حکومت کے اطاعت گزار اور خیر خواہ رہیں گے۔ذمیوں کو اسلامی حکومت میں سودی معاملات کی اجازت نہیں ہے۔سود اور شراب تمام ادیان میں مذموم ہے۔مردوں کے لئے سونے کے زیور پہننا جائز نہیں۔عیسائیوں سمیت دیگر ذمیوں کو شراب پینے کی اجازت نہیں ہوگی۔اس سے یہ اصول مستفاد ہوا کہ ذمیوں کے ہاں ایسی چیزیں جو اسلام میں حرام ہیں۔لیکن عقلا بھی وہ قبیح ہیں۔تو اس کی ان کو اجازت نہیں دی جائے گی مثلا مجوسیوں کا محرمات کے ساتھ نکاح وغیرہ۔اور جن چیزوں کی حرمت محض شرعی ہے۔ان میں ان کو چھوٹ ہوگی۔

سیاسی اخلاقی فوائد:

صحابہ کرام "رضی اللہ عنہم" کا نبی خاتم ﷺ کا انتظار کرنا کہ آپ ﷺ انہیں بطور امین مقرر کریں گے اس بات کی دلیل ہے کہ تمام صحابہ امین تھے۔خود سے اپنے آپ کو امارت کے لئے پیش نہیں کرنا چاہیئے۔جن لوگوں کی موجودگی میں کوئی حکم صادر ہو،تو اس حکم میں تبدیلی واقع ہونے پر انہی لوگوں کو خبردار کرنا ضروری ہے تاکہ غلط فہمی کی وجہ سے کسی کا نقصان نہ ہو۔اگر کسی شخص کو اعلانیہ مطعون کیا جائے تو اس کی برائت بھی اعلانیہ ہوگی۔اور اگر خفیہ طور پر ہو تو برائت بھی خفیہ طور پر ہوگی۔جھگڑالو اور فسادیوں سے الگ رہنا پسندیدہ ہے۔

دعوتی فوائد:

کامیاب دعوت کے لئے کسی شخص کو کسی نیک صفت سے موصوف کرنا یا ملقب کرنا اس صفت کی بہترین تبلیغ ہے۔دعوت حق اور احقاق حق کا ایک اسلوب ملاعنہ اور مباہلہ بھی ہے۔جب مدعو سرکش اور عنادی ہو تو اس کی سرکوبی مباہلہ سے کی جاتی ہے۔لیکن مباہلہ صرف کافر سے ہوگا۔دعوت کا ایک اسلوب مناظرہ بھی ہے۔دعوت کا ایک اسلوب براہ راست دعوت بھی ہے۔دعوت کا ایک اسلوب معافی،حسن سلوک اور خیر خواہی بھی ہے۔دنیاوی منافع قبولیت حق میں رکاوٹ ہوتے ہیں۔داعی کو اس کے بارے میں حکمت عملی اپناتا پڑتا ہے۔

نفسیاتی فوائد:

نفسیاتی نکتہ نظر سے یہ بات اہم ہے کہ ناجائز بات پر ناگواری اور اعراض کرنا بظاہر جھڑکنے سے زیادہ پر اثر ہوتا ہے۔ملاعنہ کی جگہ مصالحت کارگر ہے۔لاشعوری خوف،انسان کے شعوری افعال کی سمت متعین کرتا ہے۔انسان فطری طور پر نیک نامی،ترقی اور برتری چاہتا ہے۔

سفارتی فوائد:

ابو عبیدہ بن الجراح کی طرح بااعتماد اور امانت دار انسان کو سفیر، عامل یا نمائندہ مقرر کرنا چاہیئے ۔ سفیر طرفین کا معتمد ہونا چاہیئے۔ سفیر صلح یا مقابلے میں جو بھی پیغام لائے تو پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے،اور قبول کرنا چاہیئے۔ سفیر اپنی قوم کا خیر خواہ ہوتا ہے اور جذباتی قدم نہیں اٹھاتا۔اپنی ڈپلومیسی میں مشورے سے کام کرتا ہے۔

تعلیمی فوائد:

نبی خاتم ﷺ کے نجرانیوں سے تعامل کے نتیجے میں یہ تعلیمی فوائد حاصل ہوئے کہ گفتگو میں مثالیں، کنایات اور تشبیہات کا استعمال مسئلہ کی تفہیم کا سبب ہوتا ہے۔ جیسے سونے کو عام پتھروں سے تشبیہ دینا کہ جس طرح یہ پتھر دنیا میں منافع بخش نہیں ہیں،اسی طرح یہ سونا چاندی آخرت میں کارآمد نہیں۔اسی طرح سوال کا جواب جب تک یقینی طور پر معلوم نہ ہو تو تب تک تامل کرنا چاہیئے۔(نبی خاتم ﷺ کو جواب معلوم تھا لیکن آپ ﷺ نے اللہ کے جواب کا انتظار فرمایا)۔

خلاصہ بحث

اس مطالعہ سے مقالہ نگار اس نتیجہ پر پہنچا کہ نبی خاتم ﷺ زبردست تدبر، سیاسی بصیرت، معاملہ فہمی،اور سفارتی داؤ و پیچ کے حامل تھے۔آپ نے جس طریقے سے نجرانی عیسائیوں کا سامنا کیا اور ان کو مباہلہ اور علمی دونوں میدانوں میں شکست دی اس سے جدید دور کے مسلم حکمرانوں کے لئے عمدہ نمونہ ہے۔کہ موجودہ کفری طاقتوں کے ساتھ کیسا تعامل رکھنا چاہیئے۔اسی طرح اپنے ماتحتوں کی تقرری کے اصول بھی بتادیے۔معاہدہ کرتے وقت کن امور کو سامنا رکھا جائے گا ان تمام امور کی نشان دہی بڑی تفصیل کے ساتھ کر دی گئی۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License